

بحث و نظر

چند سوال اور ان کے جواب

امام زہری • مسئلہ مذک • حدیث قرطاس • ۴ احادیث صحیحین

(۲)

۴۔ مگر بر بنائے بعض روایات یہ ناراضگی بھی باقی نہیں رہی۔ صدیق اکبرؓ کے طرز عمل اور باہمی اہتمام و تفہیم کے بعد معاملات درست ہو گئے جیسا کہ اہل سنت کی متعدد کتابوں میں موجود ہے۔ مثلاً علامہ حب طبری المتوفی ۶۹۹ھ لکھتے ہیں :-
عن الاوزاعي قال بلغني ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم غضبت على ابي بكر فخرج ابو بكر حتى قام على بابها في يوم حار ثم قال لا ابرح مكة في حق نرضى
عني بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخل عليها الترضى فرضيت خروجه
ابن السمان في المواقفة - اسی سے ملتی جلتی ایک روایت المجاہد (ص ۲۸۹) سے
علامہ عینی حنفی کی شرح صحیح بخاری (ص ۱۲۲ ج ۷) فتح الباری (ص ۱۲۱ ج ۳ طبع دہلی) وغیرہ میں بھی ہے جس کی سند کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ہذا اسناد حید قوی

ابھی تقرنات دیکھیے کہ خود شیخی مصنفین کو بھی یہ روایت تسلیم ہے واللہ الصمد
حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں حضرت صدیقؓ با حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سائر اہل بیت آل قدر
علیہم السلام فرمود کہ جبر نقضان آن آزر و گہا شد۔ ان روایات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت
فاطمہؓ کے مطالبہ کے جواب میں صدیق اکبرؓ نے فرمایا اِنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان
اللہ اذا اطعمه نبیا طعمته ثم قبضه جعله للذي يقوم من بعده لا قرأیت ان
اردا علی المسلمین۔ قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ الرياض النضرة فی مناقب العترة ص ۱۵۷ نیز دیکھیے تحفۃ اشاعریہ طبع کتب خانہ دار ۲۷۹ لہ البیان ص ۲۸۹
ج ۵ ص ۵۵ نصیحتہ اشیعہ ص ۱۲۱ ج ۲ بحوالہ المیزان شرح بیح البلاغ نیز تحفۃ اشاعریہ ص ۲۷۹ لہ ازالۃ الخفا ص ۲۹
ج ۲ لہ البیان ص ۲۸۹ ج ۵ بحوالہ سند امام احمد طبع فی البی داؤد ص ۱۰۵ ج ۳ مع الحوث۔ قرندی کما
ذکرہ الحافظ فی الفتح ص ۱۲۱ ج ۳

ابن کثیر کی تحقیق | حافظ ابن کثیر نے ایک اور طریقے سے بھی ان تاریخ پر روایات پر تحقیق کنگھو کی ہے جس کی روشنی میں کوئی

ما تركنا فهو صدقة" فسألت ان يكون زوجها ناظر على هذا المصدقته فابي ذلك وقال

وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ إِنْ أَضَلَّ وَوَدَّ اللَّهُ لِقَابِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ إِنْ أَضَلَّ مِنْ

فدخل عليها ففعل بترضاها وقال والله ما تركت المدارس والمال والاهل والعشيرة الا لطلب الله استبلا

مَرْضَاةَ اللَّهِ وَمَرْضَاةَ رَسُولِهِ وَمَرْضَاةَ أَهْلِ الْبَيْتِ فَرَضِيَتْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رِوَاةُ الْبَيْهَقِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ

وہذا امر مسل حسن باسناد صحیح۔ یعنی فاطمہ نے اپنے مطالبہ مرااث کے جواب میں محدثہ اگر کسی جہت سے کہہ کر دیا کہ

ان اموال کی قبولیت ہی کم از کم حضرت علیؓ کے پیروں کو درجی گواہین اکبر اُس انداز کی تقسیم کو مسمیٰ منوائے بنوئی کے خلاف سمجھتے ہوئے قبول کر

سے معذرت کی کا اظہار کر دیا تو یہ معقولیٰ حضرت مظلومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک طرح سے مابہرہ اتنا ہم صدیق اکبر نبی نفس حضرت

ذہرائع کے پاس۔ ان کے ایام مرض میں۔ تشریف لے گئے۔ اور ان کو راضی کر لیا

اس رضا مندی کی ایک اہم دلیل وہ وصیت ہے جو حضرت فاطمہؑ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر فرمائی کہ ”حضرت اسماء بنت

عمیرؑ - صدیق اکبرؑ کی اہلیہ محترمہ - آپ (حضرت فاطمہؑ) کے غسل دینے میں شریک ہوں، ”اور یہ کہ“ ان کے سنوڑوں پر

عمل کیا جائے "ولما این حضر تھا الرفاة اوصت الى اسماء بنت عمیسؓ - امرأة الصدق

— ان غسلها

غور کیجئے یہ ہے ان پاک نفوس کا طرز معاشرت - ! اور ایک یہ لوگ ہیں کہ جہود و صوفیوں صدی تک ان میں نزاعاً

کے افسانوں کو موادیتے چلے آ رہے ہیں

رفع تعارض | مذکورہ روایتوں کا حضرت عائشہؓ کے ان الفاظ سے بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے جو صحیح بخاری میں درج ہے

فہرست ابابکر خلم تنزل مہاجرۃ حتی توفیت (صحیح بخاری باب فرض الخس)

مگر یہ ظاہری تعارض بہ آسانی یوں رفع ہو سکتا ہے کہ یہ ہجران گھروں سے بارے میں تھا مطلب یہ کہ حدیث سننے کے بعد اپنے مطالبہ چھوڑ دیا۔ فتح الباری میں ایک روایت کے لفظیوں نقل ہوئے ہیں۔ فہرست حکمہ فی ذلک المال۔ یعنی "اس مال" کے بارے میں گفتگو ترک کر دی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ محمد بن دہرہ کے معاملات کے درست ہونے کا علم نہ ہو سکا اور انہوں نے یہی سمجھ رکھا کہ یہ ناما صلی آخر تک یہی خصوصاً ابن کثیر کی توجیہ کی بنا پر ان وجوہ تطبیق کے بعد کسی روایت کی تغلیط کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی اور نہ ہی کسی صحابی پر کوئی حرف آتا ہے

فللہ الحمد

۸۔ اللہ تعالیٰ جہالت سے بچائے۔ چونکہ کہ یہ درست عجیب مناظروں کا شکار ہو گئے۔ ان کو صحیح بخاری کی روایت کا صحیح مطلب سمجھ میں نہ آیا تو پریشان ہو گئے۔ اور صراحتاً کہیں سے سن پایا کہ اللہ تعالیٰ المصنوعہ میں دو کا ذوق کا اعتراف کذب نقل کیا گیا ہے پھر جامع الاصول سے یہ نقل کہیں دیکھی کہ یہ کذب "فدک" کے متعلق تھا پس آپ نے یہ قرار دیکر پڑھ لیا "و در کرنے کی کوشش کی کہ ہونہ ہو فدک والی یہ گھڑی ہوئی روایت صحیح بخاری ہی کی ہوگی۔ اور یہی اس اعتراف کذب کا مصداق۔ پس صحیح بخاری کی یہ روایت (معاذ اللہ) موضوع ہے۔ دیکھیے ان فنون فاسدہ خلاف بعضہا فوق بعض سے بات کہاں سے کہاں پہنچا دی گئی۔! حالانکہ اہل سنک مراد وہ دوسری طویل روایت جو بہ تحقیق یثین و شہادت عقلیاً یقیناً موضوع اور جھوٹی ہے وہ ولجسپ کہاں یہ ہے۔ :- عن علی بن اسباط قال لما ورد ابو الحسن موسى على المصدي ما يورد المظالم فقال يا امير المؤمنين! ما بال مظلماً لا ترد؟ فقال له وما ذاك يا ابا الحسن؟ قال ان الله تبارك و تعالیٰ لما فتم على نبيه صلى الله عليه وسلم فذك وما ذاك اها لم يوحى عليه بحيل ولا وكاب فانزل الله على نبيه صلى الله عليه وسلم (وات ذا النحر بي حق) فلم يجد رسول الله صلى الله عليه وسلم من هم فراح في ذلك جبرئيل وراح جبرئيل عليه السلام رجب فادعى الله اليه ان ادفع فذك الى فاطمة عليها السلام فذاعها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها يا فاطمة ان الله امرني ان ادفع اليك فذك فقالت قد قبلت يا رسول الله من الله ومنك فلم ينزل وكلا وها فيها حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ولي ابو بكر اخبر عنها وكلا وها فذك فسالته ان يردھا فقال لها اتينين باسودا واحمر ليشهد لك فذك فاجاءت يا امير المؤمنين عليها السلام واما حين نشهد بها فذك انما استوفيت ان فہرست ابابکر (الكتاب معها فلقبها عمر فقال

ماہذا معلیٰ یا بخت محمدؐ؛ قالت کتاب کتبہ لی ابن ابی قحافة قال اسرینہ فابت فانتزعه من یدھا ونظر فیہ ثم نقل فیہ ومحا وخرقہ فقال لها هذا الم یوحف علیہ الیوت بنجل لارکاب فضعی الجبال فی رکابنا فقال لہ المہدی یا ابا الحسن حدھا لی فقال حد منها جبل احد وحد منها عریش مصر وحد منها سیف البحر وحد منها دومة الجندل فقال لہ کلا هذا؛ قال نعم یا امیر المؤمنین هذا کلہ ان هذا امالہم یوحف علی اہلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنجل لارکاب فقال کثیر وانظر فیہا ۱۰

اس کہانی میں یہ دو کہانیاں گہرے کہ حضرت فاطمہؑ کو فرک تو اسی وقت ہرہ کر دی گئی تھا جب آیت ذات القربیٰ حقہ نازل ہوئی مگر ابو بکرؓ نے آپ سے پھین لیا وغیرہ وغیرہ

اگر اللہ کی المصنوعہ کا بیان کردہ واقعہ درست مان لیا جائے تو وہ یہی فرک الی کہانی ہے جسے جاحظؒ اور البر العیناءؒ نے شیوخ بغداد کے ذریعے رواج دینے کی کوشش کی مگر بخیر بندہ محی ثین نے تار لیا اور ان کی تحقیق و بصیرت نے فیصلہ کیا کہ یہ کہانی من گھڑت ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں عن ابی سعید قال لما نزلت انت ذات القربیٰ حقہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ فاعطاها فذک... وھذا الحدیث مشکل لان الایۃ مکیۃ وفذک اذا فتحت خیبر سنۃ سیم من الهجرة فکیف یلتم مع هذا فهو اذا حدیث منکروا لا شیعۃ احکم من وضع المسرافۃ ۱۱

اس اضافے کے متعلق بھی رائے حافظ سیوطیؒ اور شاہ عبدالغزیزؒ کی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی اس کے بطلان پر نقلی اور عقلی طور پر مفصل بحث فرمائی ہے ۱۲

اللہ کی المصنوعہ کی یہ عبارت پیش کرتے وقت ان صاحب کو یہ خیال نہ آیا کہ صحیح بخاری کی حدیث کا لٹورٹ الج کو خود مصنف اللہ کی المصنوعہ نے اسی کتاب میں صحیح قسیم کیا ہے جس کا حصہ متنازعہ فیہ الفاظ میں۔ سرچا ہوتا کہ صحیح بخاری کی حدیث اس عبارت کا مصداق کیسے ہو سکتی ہے ومن لم یجعل اللہ لہ منزلا فاعمالہ من نور۔ ۱۳

۹۔ یہی حدیث قرطاس تو اس کی صحت بالکل غیر مشتبہ ہے۔ صحیحین کے علاوہ بھی وہ متعدد سندوں سے مختلف کتابوں

میں روئی ہے اور جہاں تک تتبع کیا گیا ہے اہل سنت میں اس کی صحت واستناد مسلم و متفق علیہ ہے۔ ۱۴

۱۰۔ اصول کافی ص ۲۳، الطہران طبع جدید ۱۴۰۱ھ تغیر ابن کثیر ص ۳۶ ج ۳، نیز یہ روایت فیصل عن عطیہؒ آئی ہے جس کے متعلق نیز ان الاخذال میں ہے فیصل یرد فی الموضوعات ۱۴۰۱ھ فی باب الفول ص ۴۰۱، فتاویٰ غزیری (اردو) ص ۲۱۲ ج ۲، شہاب ص ۱۶۶-۱۶۹ ج ۲، ایضا ص ۳۴ ج ۳، ص ۵۸۰ ج ۵، فتح لکھنؤ

اہم سبب متعلقہ احادیث صحیحین

۱۔ صحیحین میں روئی احادیث کے متعلق اہل حدیث اور ائمہ سنت کا موقف یہ ہے کہ ان میں کی ہر حدیث من حیث المجموع

قطعی اور یقینی طور پر صحیح ہے جیسا کہ امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسطرلابی المتوفی ۴۰۸ھ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اہل اسلام
مجموعہ علی ان الاحبار لانی اشقل علیہا الصحیحان مقطوع لحدیثہما و متونہما ولا یحصل الخلاف فیہما
بحال وان حصل فذلک فی طرقہا و رواطہا انتہی یعنی من حدیث کے مہرین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ صحیحین کے سب ہی
اصول و متون قطعاً صحیح ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اگر کچھ اختلاف ہے تو روایات کی سڑوں اور راویوں کے اعتبار سے
ہے، امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ الحبشہ المتوفی ۷۸ھ کا بھی یہی کہنا ہے اجماع علماء المسلمین علی صحیحہما
شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں و اهل الحدیث یعلمون صدق متون الصحیحین من مشرکھم فیما علمہ ما علمہ و
من لم یشرکھم لم یعلمہ ذلک

اس رائے کو ہمارے دور کے سرخیل علمائے حنفیہ مولانا سید انور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی تسلیم کیا ہے لہ

اس اجماعی اور متفقہ فیصلے کے معقول ہونے کے متقد و درجہ میں شک

● احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ان دونوں اماموں کے زمانے میں محفوظ ہونے کے متقد و درجہ میں شک
● بنابرین ان کے سامنے اصول و متون بکثرت سڑوں کے ساتھ موجود تھے اور ان اساد کے راویوں کے حالات بھی خاص فیض
سے ان کے سامنے رکھے ہوئے تھے انہوں نے خوب چھان بین کیا کہ کس مرتب کو دیکھا، باریک سے باریک علت کی ٹوہ لگائی۔ اسباب جرح کو
معلوم کیا۔ اس تدقیق و محنت کے بعد ان کو حجت کا یقین ہوا تو جب درج فرمایا۔ مولانا سید انور شاہ رحمہ اللہ نے ایک تحقیقی تحریر
میں فرماتے ہیں المدینہ دونوں الحدیث لہ یکتفوا بطریق واحد حتی مارسوا بطرق متعددہ و تتبعوا عن
مناخ متفرقہ من کذب کفلفنا البصم فصولا کما لا یصرون بخلافه و مظانہ فاذا اجمعوا الطرق و اکاسیند
انکشف لہم الحلل و اسباب الجرح کما فلہم جید و لولا الا بعد ما حققوا و مارسوا

● اپنے زمانہ کے نامور فن مدیش کے ساتھ ان کے متعلق تبادل خیال کیا جس میں ان کے شاہرا ساندہ بھی تھے قال ابو جعفر العقیلی

لما صنف البخاری کتاب البصم عرضہ علی ابن المدینی و احمد بن حنبل و یحیی بن معین و غیرہم فاستحسنوا

و شملوا و لہ بالحدیث الاربعۃ احادیث قال العقیلی و القول فیہا قول البخاری وھی صحیحۃ امام مسلم کا اپنا بیان یہ ہے

لہ شرح المغیث شرح اشیاء الحدیث الزمخدری ص ۱۹ و درقاۃ مترج مشکوٰۃ ص ۴۲ ج ۱ لہ رقت ص ۲۲ ج ۱ لہ سہاج ص ۱۱۳ ج ۲ ایقان و

انقیامہ ص ۹ ج ۱ لہ مقدمہ فیض الباری ص ۵۸ و فیض الباری ص ۵۰۶ ج ۱ لہ مقدمۃ الفتح وغیرہ لہ فیض الباری ص ۳۳۱

ج ۳ لہ مقدمۃ النبی ص ۲۱۳ ج ۲

انما وضعت ہر مائما اجمعو علیہ۔ ایک دفعہ یہ بھی کہا عرضت کتا فی هذا علی ابی ذرعتہ الرازی ذکل ما اشاران لہ علۃ تزکۃ وکل ما قال احدہ صحیح خرجتہ

ان بیانون سے پتہ چلتا ہے کہ خوب خوب گہرے مذاکرات کے بعد ان کتابوں کو آخری شکل دی گئی ہے۔

دونوں اماموں کی فن حدیث سے وابہانہ شیعہ کی اس میں شب و روز کا اہتمام، معرفت علی حدیث میں درجہ اہمیت و محبت، حفظ، مجتہدانہ بعیرت، دیانت، امانت، نقدی وغیرہ اصاف جلیلہ و اخلاق عالیہ پر ان کے نہ صرف معاصرین کا بلکہ بعد کے محققین ائمہ حدیث کا بھی اتفاق ہے۔ چنانچہ قطعیات احادیث کے بحث کے دوران میں اسی امر کی طرف خاص طور پر اشارہ کیا ہے منہاجلالتحفا فی هذا الشأن و نقدہما فی تمییز الصحیح علی غیرہا نیز مقدمہ فتح الباری وغیرہ میں بھی ایسے اقوال کافی ذکر کئے گئے ہیں۔

● جن اصل و قواعد کی روشنی میں احادیث ادران کے راویوں کو باجی پرکھا گیا ہے وہ سب قرآن حکیم ہی سے مستنبط ہیں جیسا کہ امام شافعی کے الرسائل اور امام مسلم کے مقدمہ الصحیح وغیرہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ قواعد بڑے مضبوط ہیں اور ان کی رہنمائی اعتماد و استناد کی ضمانت ہے۔

● ان دونوں مبارک کتابوں کی تائید کے بعد سینکڑوں حدیث کی نظریں ان ہی کی خدمت پر مرکوز ہو گئیں۔ ان کے معیار و معیار محقق ایک ایک سند پر سند کے راویوں کی طرح کی تفتیش راویوں کے طریق ادائے روایت پھر ایک ایک متن، ہر متن کے سب الفاظ کی ٹھیک ٹھیک تعیین، روایت بالمعنی پر کڑی نگرانی وغیرہ قسم کے امور پر اجتماع افراد انجمنیں کیں، باجی پرکھا اور علی وجہ بعیرت تصحیح احادیث میں ان دونوں جلیل القدر مصنفوں کی سب سے نقدین کر دی۔ یہ عمل قریباً دو صدیاں جاری رہا مزید برآں یہ دور خالص حدیثی تحقیق کا دور ہے جب سینکڑوں متون ہزاروں اسانید کے ساتھ ائمہ فن کو حفظ ہوتے تھے اور روایہ حدیث کی واقفیت قرب زمانہ کی وجہ سے بہت وسیع تھی صرف کتابوں ہی پر اعتماد نہ تھا شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں قولنا روادۃ البخاری و مسلم علامہ لنا علی صحتہ لا احد کان صحیحاً یحجز رواۃ البخاری و مسلم بل احادیث البخاری و مسلم رواہا غیرہما من العلماء و المحدثین من لا یحصى عددہ الا انہ و لم ینفرد واحد منہما بحدیث بل ما من حدیث الا قد رواہا قبل زمانہ و بعد زمانہ طوائف و لم یخلق البخاری و مسلم لہ یتقص من المحدثین مشی و کانت تلک الاحادیث موجدہ باسانید یحصل بها المقصود و ذوق المقصود و التصحیح لہ یقتد ائمہ الحدیث منہ البخاری و مسلم بل جمیع ما صححہا کان قبلہما عند ائمہ الحدیث صحیحاً متفقاً

لے صحیح مسلم ص ۸۴ ج ۱، الحدیث ص ۲۵۸ ج ۲، مقدمہ شرح مسلم نووی ص ۱۳۳، نزہۃ النظر ص ۱۸، طبع ممبائی

بالقول، وكذلك في عصرهما وكذلك بعدهما قد نظر الله هذا الفن في كتابيهما ورافقهما على حجة
ما صححوا الامراض ليسيرة - الى قوله - والمقصود ان احاديثهما قد هال الائمة المجاذبة قبلهم وبعدهم
ودراهم لا يحصى عددهم الا الله فلم يفرغوا من ابراهيم ولا يتصحح انتهي بتلخيص حاصله ان صحاحين في
حديثين ودمري سے چوتھی صدی ہجری تک کے ائمہ حدیث و سنت کی مہد قند مصحح ہیں - !

۱۱۔ یہ بات غلط ہے کہ محدثین نے صحیحین کی اتنی اور اتنی حدیثوں کو ضعیف کہا ہے شاید علم حدیث اور اس فن کی باریکدوں سے
ناواقف لوگوں کو حافظ ابن الصلاح اور حافظ ابن حجر کے بعض بیانوں سے دھوکہ دیا ہے۔

واقعیہ یہ ہے کہ اول الذکر نے اپنی مشہور و متداول کتاب علوم الحدیث میں یہ فیصلہ دینے کے بعد کہ اصل العلم بالحدیث کے اجراع و
اتفاق کی بنا پر صحیحین کی سیرتیں قطعاً صحیح ہیں۔ اس کے بعد ان روایات کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جن پر بعض ماہرین حدیث و چوتھی صدی ہجری کے
مسلم امام حافظ دارقطنی وغیرہ نے نئی حیثیت سے تنقیدی نظر ڈالی ہے جس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ ان روایات کی صحت کا وہ
اعلیٰ درجہ نہیں صحیحین کی غیر تنقید احادیث کا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کے جس اعلیٰ معیار صحت کا اندازہ کیا گیا ہے اس پر وہ پوری نہیں
ارتبیت۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ حدیثیں ضعیف، مشکوک اور تردید کے قابل ہیں۔

اس سلسلے میں ان کی اپنی اور اہل فن کی تصریحات حسب ذیل ہیں :-

۲۔ علوم الحدیث میں صحیحین کی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں اجماع النجاری ومسلمہ جیسا الثاني
صحيح النضر ربه البخاري الثالث انفرق ربه اذلا الاول مسلم وهو الذي يقول فيه اهل الحديث كثير صحيح متفق عليه
يطلقون ذلك ويعنون به اتفاق البخاري ومسلم لا اتفاق الامة عليه لكن اتفاق الامة عليه لا يخرج من ذلك
وحاصل مع اتفاق الامة على تلقى ما اتفق عليه بالقبول وهذا القسم جميعه مقطوع بعينه - والعله الثمين
النظري واقع به... لان الامة في اجماعها معصومة من الخط وهذا كان الاجماع المبني على الاجتهاد حجة
مقطوعاً بها اكثر اجماعات العلماء كذلك هذه حكمه نفيسة ما حجة ومن فرائد القول بان ما انفرد به
النجاري او مسلم مندرج في قبيل ما يقسم بعينه لتلقى الامة كل واحد من كتابيهما بالقبول... سري
احرف ليسيرة تكلم عليها بعض اهل النقد من الحفاظ كالدارقطني وغيره

علامہ ابوالحسن بن محمد صادق صفی سند صحیحہ نظر میں لکھتے ہیں واما الاحاديث التي انتقدها بعضهم فلا

تفيد العلم ولا الحكم عليها بالصححة الواقعية لا بعد اهل التلقي بالنسبة اليها وقد حكمه المحققون عليها
بالصححة الاصطلاحية اهـ۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں جميع ما فيه صحيح باعتبار انه حكمه مقبول ليس ما
يرد مطلقا الا لما هو مقدم الفتح من ۱۳ع اول، حافظ ابن حجر کے معاصر علامہ ابن ابراہیم اور دیگر لکھتے ہیں۔ اعلام ان
لہ نہج السنہ ص ۵۰۵ ج ۴۔ لہ مقدم ابن الصلاح ص ۱۴۰۔ ۱۵۰ طبع بیروت۔ اس سے ملتی عبارت بل بعض لحاظ سے اصح مقدم بشرح
سلم (نودہ) ص ۱۴۰ ج ۱ میں ہے۔ لہ نعم النظر شرح شرح مختصر الفکر ص ۲۱ طبع ناشر

المختلف فيه من حديثهما ليس ذلك السيد ماهر من دو بطريق قطعية ولا اجماعية وليس الاختلاف
جيدل على الضعف ^١ لا يستلزمه ^٢ لا محمد معين ^٣ اس موضوع پر بڑی دلیل بحث کے اثبات میں لکھتے ہیں ان الصححة
المقطوعة اخص من الصححة في اعلیٰ درجتها عند هذا المقادير انتفاء الخاص لا يوجب انتفاء العام الى اخرها
قال ^٤ - عصر حاضر کے محقق نصری صاحب علم علامہ احمد بن محمد بن شاکر لکھتے ہیں - ان احادیث الصحیحین صحیحة کمالا لیس فی
واحد منها مطلق او ضعف وانما انتقد الدارس قطعی وغیرہ من الحفاظ لبعض الاحادیث علی معنی ان ما انتقد روا
لم یبلغ فی الصححة الدرجه العليا التي انتزها كل واحد منهما في کتابہ واما الحديث في نفسه فلم یخالف
احد فیما فلا یجوز انک اس جاف المرجحین ^٥ ودرع الموعین ان فی الصحیحین احادیث غیر صحیحة انتہی ^٦ یعنی صحیحین
کی سب حدیثیں صحیح ہیں کوئی ضعیف نہیں، حافظ دارقطنی وغیرہ کا انتقاد اعلیٰ درجے کے معیار صحت کے نقطہ نظر سے ہے بغض صحت
میں ان کا اختلاف نہیں لہذا ایسی غلط بات پھیلانے والوں کے برے میں نہ آنا چاہیئے جو یہ کہتے چرتے ہیں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم
میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں۔

عجیب تم طریقہ ہے کہ صحیحین کی اہمیت گھٹانے کے لئے تو حافظ دارقطنی وغیرہ کا سہارا لیا جاتا ہے مگر یہ خیال نہیں کیا جاتا
کہ ان ہی حفاظ حدیث نے اپنی مستندہ احادیث کے علاوہ حدیثوں کو یقینی صحیح تسلیم کیا ہے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی یہ بات
بھی تسلیم کر کے بحث ختم کر دی جائے۔ آخر یہ سن کسی کو کیسے مل سکتا ہے کہ تین چار حدیثوں کے محدثین کی تنقیح و تحقیق کے بعد متفقہ آراء
کو عقائد کے اختلاف اسلکی، جنبہ واری ذوق و روایت اور مزاج شناسی رسول کی قیچی سے لے کر اپنے حرب مذاکرے چلے جائیں اور
کوئی ٹاٹھ پکڑے تو امام دارقطنی وغیرہ کو پیش کر دیں خذک اذا قسمتہ ضیضی۔

۱۲- علامہ ابن الصلاح کے اس اشارے کی مناسب مقام تفصیل بھی عرض ہے جس کا اوپر ذکر آیا ہے کہ صحیحین کے اخیر سیرہ
ایچہ الفاظ قطیعت صحت سے مستثنیٰ نہیں کیونکہ حافظ دارقطنی وغیرہ کی تنقید کی وجہ سے ان کی صحت اعلیٰ درجے کی نہیں رہی۔ واضح
رہے کہ صحیح بخاری کی وہ احادیث جو کتاب کا اصل موضوع ہیں۔ ان کی تعداد - حسب تصریح حافظ ابن حجر - تقریباً آٹھ ہزار
اور کم و بیش اتنی ہی۔ بقول بعض حفاظ حدیث - صحیح مسلم کی حدیثوں کی ہے ان میں سے امام دارقطنی کا انتقاد میں شریک
احادیث اور اول الذکر کی تقریباً اسی اور صحیح مسلم کی تقریباً سو حدیثوں پر وارد ہوا ہے۔ ان کے علاوہ باقی تمام روایات کے صحیح ہونے
میں وہ بھی تخمین سے متفق ہیں۔ ہاں! امام ابن قیم نے بعض متون و رمایہ ملکہوں پر بعض حفاظ کے حکم دہم کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ
کل میں جگہ سے لیکن امام بخاری نے اپنے انبار خاص سے محفوظ وغیرہ محفوظ کو بچاؤ دیا ہے اور امام مسلم نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے بعد یہ بھی فرمایا
ہے کہ ہزاروں کے ذخیرے میں دس میں جگہ کسی راوی سے بعض الفاظ ہیں اگر وہ ہم صادر ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں نہ ہی اس سے بدکن جائے
اور نہ ہی صحیحین سے اس کی صحیحین کی استناد پر یزید بن ابی رزین پر اسے چنانچہ امام موصوف ان چنانچہ واضح اوام اور ان کی صحیح حیثیت ذکر کرنے
لے لروض الباسم فی الطب عن مسند ابی الفاسم ۹ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱۹۰۹ ۱۹۱۰ ۱۹۱۱ ۱۹۱۲ ۱۹۱۳ ۱۹۱۴ ۱۹۱۵ ۱۹۱۶ ۱۹۱۷ ۱۹۱۸ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ ۱۹۲۱ ۱۹۲۲ ۱۹۲۳ ۱۹۲۴ ۱۹۲۵ ۱۹۲۶ ۱۹۲۷ ۱۹۲۸ ۱۹۲۹ ۱۹۳۰ ۱۹۳۱ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ ۱۹۳۴ ۱۹۳۵ ۱۹۳۶ ۱۹۳۷ ۱۹۳۸ ۱۹۳۹ ۱۹۴۰ ۱۹۴۱ ۱۹۴۲ ۱۹۴۳ ۱۹۴۴ ۱۹۴۵ ۱۹۴۶ ۱۹۴۷ ۱۹۴۸ ۱۹۴۹ ۱۹۵۰ ۱۹۵۱ ۱۹۵۲ ۱۹۵۳ ۱۹۵۴ ۱۹۵۵ ۱۹۵۶ ۱۹۵۷ ۱۹۵۸ ۱۹۵۹ ۱۹۶۰ ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ ۱۹۶۳ ۱۹۶۴ ۱۹۶۵ ۱۹۶۶ ۱۹۶۷ ۱۹۶۸ ۱۹۶۹ ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ ۱۹۷۲ ۱۹۷۳ ۱۹۷۴ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ ۱۹۷۸ ۱۹۷۹ ۱۹۸۰ ۱۹۸۱ ۱۹۸۲ ۱۹۸۳ ۱۹۸۴ ۱۹۸۵ ۱۹۸۶ ۱۹۸۷ ۱۹۸۸ ۱۹۸۹ ۱۹۹۰ ۱۹۹۱ ۱۹۹۲ ۱۹۹۳ ۱۹۹۴ ۱۹۹۵ ۱۹۹۶ ۱۹۹۷ ۱۹۹۸ ۱۹۹۹ ۲۰۰۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۲ ۲۰۰۳ ۲۰۰۴ ۲۰۰۵ ۲۰۰۶ ۲۰۰۷ ۲۰۰۸ ۲۰۰۹ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ ۲۰۱۲ ۲۰۱۳ ۲۰۱۴ ۲۰۱۵ ۲۰۱۶ ۲۰۱۷ ۲۰۱۸ ۲۰۱۹ ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹۵ ۲۱۹۶ ۲۱۹۷ ۲۱۹۸ ۲۱۹۹ ۲۲۰۰ ۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ ۲۲۰۵ ۲۲۰۶ ۲۲۰۷ ۲۲۰۸ ۲۲۰۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۳۰ ۲۲۳۱ ۲۲۳۲ ۲۲۳۳ ۲۲۳۴ ۲۲۳۵ ۲۲۳۶ ۲۲۳۷ ۲۲۳۸ ۲۲۳۹ ۲۲۴۰ ۲۲۴۱ ۲۲۴۲ ۲۲۴۳ ۲۲۴۴ ۲۲۴۵ ۲۲۴۶ ۲۲۴۷ ۲۲۴۸ ۲۲۴۹ ۲۲۵۰ ۲۲۵۱ ۲۲۵۲ ۲۲۵۳ ۲۲۵۴ ۲۲۵۵ ۲۲۵۶ ۲۲۵۷ ۲۲۵۸ ۲۲۵۹ ۲۲۶۰ ۲۲۶۱ ۲۲۶۲ ۲۲۶۳ ۲۲۶۴ ۲۲۶۵ ۲۲۶۶ ۲۲۶۷ ۲۲۶۸ ۲۲۶۹ ۲۲۷۰ ۲۲۷۱ ۲۲۷۲ ۲۲۷۳ ۲۲۷۴ ۲۲۷۵ ۲۲۷۶ ۲۲۷۷ ۲۲۷۸ ۲۲۷۹ ۲۲۸۰ ۲۲۸۱ ۲۲۸۲ ۲۲۸۳ ۲۲۸۴ ۲۲۸۵ ۲۲۸۶ ۲۲۸۷ ۲۲۸۸ ۲۲۸۹ ۲۲۹۰ ۲۲۹۱ ۲۲۹۲ ۲۲۹۳ ۲۲۹۴ ۲۲۹۵ ۲۲۹۶ ۲۲۹۷ ۲۲۹۸ ۲۲۹۹ ۲۳۰۰ ۲۳۰۱ ۲۳۰۲ ۲۳۰۳ ۲۳۰۴ ۲۳۰۵ ۲۳۰۶ ۲۳۰۷ ۲۳۰۸ ۲۳۰۹ ۲۳۱۰ ۲۳۱۱ ۲۳۱۲ ۲۳۱۳ ۲۳۱۴ ۲۳۱۵ ۲۳۱۶ ۲۳۱۷ ۲۳۱۸ ۲۳۱۹ ۲۳۲۰ ۲۳۲۱ ۲۳۲۲ ۲۳۲۳ ۲۳۲۴ ۲۳۲۵ ۲۳۲۶ ۲۳۲۷ ۲۳۲۸ ۲۳۲۹ ۲۳۳۰ ۲۳۳۱ ۲۳۳۲ ۲۳۳۳ ۲۳۳۴ ۲۳۳۵ ۲۳۳۶ ۲۳۳۷ ۲۳۳۸ ۲۳۳۹ ۲۳۴۰ ۲۳۴۱ ۲۳۴۲ ۲۳۴۳ ۲۳۴۴ ۲۳۴۵ ۲۳۴۶ ۲۳۴۷ ۲۳۴۸ ۲۳۴۹ ۲۳۵۰ ۲۳۵۱ ۲۳۵۲ ۲۳۵۳ ۲۳۵۴ ۲۳۵۵ ۲۳۵۶ ۲۳۵۷ ۲۳۵۸ ۲۳۵۹ ۲۳۶۰ ۲۳۶۱ ۲۳۶۲ ۲۳۶۳ ۲۳۶۴ ۲۳۶۵ ۲۳۶۶ ۲۳۶۷ ۲۳۶۸ ۲۳۶۹ ۲۳۷۰ ۲۳۷۱ ۲۳۷۲ ۲۳۷۳ ۲۳۷۴ ۲۳۷۵ ۲۳۷۶ ۲۳۷۷ ۲۳۷۸ ۲۳۷۹ ۲۳۸۰ ۲۳۸۱ ۲۳۸۲ ۲۳۸۳ ۲۳۸۴ ۲۳۸۵ ۲۳۸۶ ۲۳۸۷ ۲۳۸۸ ۲۳۸۹ ۲۳۹۰ ۲۳۹۱ ۲۳۹۲ ۲۳۹۳ ۲۳۹۴ ۲۳۹۵ ۲۳۹۶ ۲۳۹۷ ۲۳۹۸ ۲۳۹۹ ۲۴۰۰ ۲۴۰۱ ۲۴۰۲ ۲۴۰۳ ۲۴۰۴ ۲۴۰۵ ۲۴۰۶ ۲۴۰۷ ۲۴۰۸ ۲۴۰۹ ۲۴۱۰ ۲۴۱۱ ۲۴۱۲ ۲۴۱۳ ۲۴۱۴ ۲۴۱۵ ۲۴۱۶ ۲۴۱۷ ۲۴۱۸ ۲۴۱۹ ۲۴۲۰ ۲۴۲۱ ۲۴۲۲ ۲۴۲۳ ۲۴۲۴ ۲۴۲۵ ۲۴۲۶ ۲۴۲۷ ۲۴۲۸ ۲۴۲۹ ۲۴۳۰ ۲۴۳۱ ۲۴۳۲ ۲۴۳۳ ۲۴۳۴ ۲۴۳۵ ۲۴۳۶ ۲۴۳۷ ۲۴۳۸ ۲۴۳۹ ۲۴۴۰ ۲۴۴۱ ۲۴۴۲ ۲۴۴۳ ۲۴۴۴ ۲۴۴۵ ۲۴۴۶ ۲۴۴۷ ۲۴۴۸ ۲۴۴۹ ۲۴۵۰ ۲۴۵۱ ۲۴۵۲ ۲۴۵۳ ۲۴۵۴ ۲۴۵۵ ۲۴۵۶ ۲۴۵۷ ۲۴۵۸ ۲۴۵۹ ۲۴۶۰ ۲۴۶۱ ۲۴۶۲ ۲۴۶۳ ۲۴۶۴ ۲۴۶۵ ۲۴۶۶ ۲۴۶۷ ۲۴۶۸ ۲۴۶۹ ۲۴۷۰ ۲۴۷۱ ۲۴۷۲ ۲۴۷۳ ۲۴۷۴ ۲۴۷۵ ۲۴۷۶ ۲۴۷۷ ۲۴۷۸ ۲۴۷۹ ۲۴۸۰ ۲۴۸۱ ۲۴۸۲ ۲۴۸۳ ۲۴۸۴ ۲۴۸۵ ۲۴۸۶ ۲۴۸۷ ۲۴۸۸ ۲۴۸۹ ۲۴۹۰ ۲۴۹۱ ۲۴۹۲ ۲۴۹۳ ۲۴۹۴ ۲۴۹۵ ۲۴۹۶ ۲۴۹۷ ۲۴۹۸ ۲۴۹۹ ۲۵۰۰ ۲۵۰۱ ۲۵۰۲ ۲۵۰۳ ۲۵۰۴ ۲۵۰۵ ۲۵۰۶ ۲۵۰۷ ۲۵۰۸ ۲۵۰۹ ۲۵۱۰ ۲۵۱۱ ۲۵۱۲ ۲۵۱۳ ۲۵۱۴ ۲۵۱۵ ۲۵۱۶ ۲۵۱۷ ۲۵۱۸ ۲۵۱۹ ۲۵۲۰ ۲۵۲۱ ۲۵۲۲ ۲۵۲۳ ۲۵۲۴ ۲۵۲۵ ۲۵۲۶ ۲۵۲۷ ۲۵۲۸ ۲۵۲۹ ۲۵۳۰ ۲۵۳۱ ۲۵۳۲ ۲۵۳۳ ۲۵۳۴ ۲۵۳۵ ۲۵۳۶ ۲۵۳۷ ۲۵۳۸ ۲۵۳۹ ۲۵۴۰ ۲۵۴۱ ۲۵۴۲ ۲۵۴۳ ۲۵۴۴ ۲۵۴۵ ۲۵۴۶ ۲۵۴۷ ۲۵۴۸ ۲۵۴۹ ۲۵۵۰ ۲۵۵۱ ۲۵۵۲ ۲۵۵۳ ۲۵۵۴ ۲۵۵۵ ۲۵۵۶ ۲۵۵۷ ۲۵۵۸ ۲۵۵۹ ۲۵۶۰ ۲۵۶۱ ۲۵۶۲ ۲۵۶۳ ۲۵۶۴ ۲۵۶۵ ۲۵۶۶ ۲۵۶۷ ۲۵۶۸ ۲۵۶۹ ۲۵۷۰ ۲۵۷۱ ۲۵۷۲ ۲۵۷۳ ۲۵۷۴ ۲۵۷۵ ۲۵۷۶ ۲۵۷۷ ۲۵۷۸ ۲۵۷۹ ۲۵۸۰ ۲۵۸۱ ۲۵۸۲ ۲۵۸۳ ۲۵۸۴ ۲۵۸۵ ۲۵۸۶ ۲۵۸۷ ۲۵۸۸ ۲۵۸۹ ۲۵۹۰ ۲۵۹۱ ۲۵۹۲ ۲۵۹۳ ۲۵۹۴ ۲۵۹۵ ۲۵۹۶ ۲۵۹۷ ۲۵۹۸ ۲۵۹۹ ۲۶۰۰ ۲۶۰۱ ۲۶۰۲ ۲۶۰۳ ۲۶۰۴ ۲۶۰۵ ۲۶۰۶ ۲۶۰۷ ۲۶۰۸ ۲۶۰۹ ۲۶۱۰ ۲۶۱۱ ۲۶۱۲ ۲۶۱۳ ۲۶۱۴ ۲۶۱۵ ۲۶۱۶ ۲۶۱۷ ۲۶۱۸ ۲۶۱۹ ۲۶۲۰ ۲۶۲۱ ۲۶۲۲ ۲۶۲۳ ۲۶۲۴ ۲۶۲۵ ۲۶۲۶ ۲۶۲۷ ۲۶۲۸ ۲۶۲۹ ۲۶۳۰ ۲۶۳۱ ۲۶۳۲ ۲۶۳۳ ۲۶۳۴ ۲۶۳۵ ۲۶۳۶ ۲۶۳۷ ۲۶۳۸ ۲۶۳۹ ۲۶۴۰ ۲۶۴۱ ۲۶۴۲ ۲۶۴۳ ۲۶۴۴ ۲۶۴۵ ۲۶۴۶ ۲۶۴۷ ۲۶۴۸ ۲۶۴۹ ۲۶۵۰ ۲۶۵۱ ۲۶۵۲ ۲۶۵۳ ۲۶۵۴ ۲۶۵۵ ۲۶۵۶ ۲۶۵۷ ۲۶۵۸ ۲۶۵۹ ۲۶۶۰ ۲۶۶۱ ۲۶۶۲ ۲۶۶۳ ۲۶۶۴ ۲۶۶۵ ۲۶۶۶ ۲۶۶۷ ۲۶۶۸ ۲۶۶۹ ۲۶۷۰ ۲۶۷۱ ۲۶۷۲ ۲۶۷۳ ۲۶۷۴ ۲۶۷۵ ۲۶۷۶ ۲۶۷۷ ۲۶۷۸ ۲۶۷۹ ۲۶۸۰ ۲۶۸۱ ۲۶۸۲ ۲۶۸۳ ۲۶۸۴ ۲۶۸۵ ۲۶۸۶ ۲۶۸۷ ۲۶۸۸ ۲۶۸۹ ۲۶۹۰ ۲۶۹۱ ۲۶۹۲ ۲۶۹۳ ۲۶۹۴ ۲۶۹۵ ۲۶۹۶ ۲۶۹۷ ۲۶۹۸ ۲۶۹۹ ۲۷۰۰ ۲۷۰۱ ۲۷۰۲ ۲۷۰۳ ۲۷۰۴ ۲۷۰۵ ۲۷۰۶ ۲۷۰۷ ۲۷۰۸ ۲۷۰۹ ۲۷۱۰ ۲۷۱۱ ۲۷۱۲ ۲۷۱۳ ۲۷۱۴ ۲۷۱۵ ۲۷۱۶ ۲۷۱۷ ۲۷۱۸ ۲۷۱۹ ۲۷۲۰ ۲۷۲۱ ۲۷۲۲ ۲۷۲۳ ۲۷۲۴ ۲۷۲۵ ۲۷۲۶ ۲۷۲۷ ۲۷۲۸ ۲۷۲۹ ۲۷۳۰ ۲۷۳۱ ۲۷۳۲ ۲۷۳۳ ۲۷۳۴ ۲۷۳۵ ۲۷۳۶ ۲۷۳۷ ۲۷۳۸ ۲۷۳۹ ۲۷۴۰ ۲۷۴۱ ۲۷۴۲ ۲۷۴۳ ۲۷۴۴ ۲۷۴۵ ۲۷۴۶ ۲۷۴۷ ۲۷۴۸ ۲۷۴۹ ۲۷۵۰ ۲۷۵۱ ۲۷۵۲ ۲۷۵۳ ۲۷۵۴ ۲۷۵۵ ۲۷۵۶ ۲۷۵۷ ۲۷۵۸ ۲۷۵۹ ۲۷۶۰ ۲۷۶۱ ۲۷۶۲ ۲۷۶۳ ۲۷۶۴ ۲۷۶۵ ۲۷۶۶ ۲۷۶۷ ۲۷۶۸ ۲۷۶۹ ۲۷۷۰ ۲۷۷۱ ۲۷۷۲ ۲۷۷۳ ۲۷۷۴ ۲۷۷۵ ۲۷۷۶ ۲۷۷۷ ۲۷۷۸ ۲۷۷۹ ۲۷۸۰ ۲۷۸۱ ۲۷۸۲ ۲۷۸۳ ۲۷۸۴ ۲۷۸۵ ۲۷۸۶ ۲۷۸۷ ۲۷۸۸ ۲۷۸۹ ۲۷۹۰ ۲۷۹۱ ۲۷۹۲ ۲۷۹۳ ۲۷۹۴ ۲۷۹۵ ۲۷۹۶ ۲۷۹۷ ۲۷۹۸ ۲۷۹۹ ۲۸۰۰ ۲۸۰۱ ۲۸۰۲ ۲۸۰۳ ۲۸۰۴ ۲۸۰۵ ۲۸۰۶ ۲۸۰۷ ۲۸۰۸ ۲۸۰۹ ۲۸۱۰ ۲۸۱۱ ۲۸۱۲ ۲۸۱۳ ۲۸۱۴ ۲۸۱۵ ۲۸۱۶ ۲۸۱۷ ۲۸۱۸ ۲۸۱۹ ۲۸۲۰ ۲۸۲۱ ۲۸۲۲ ۲۸۲۳ ۲۸۲۴ ۲۸۲۵ ۲۸۲۶ ۲۸۲۷ ۲۸۲۸ ۲۸۲۹ ۲۸۳۰ ۲۸۳۱ ۲۸۳۲ ۲۸۳۳ ۲۸۳۴ ۲۸۳۵ ۲۸۳۶ ۲۸۳۷ ۲۸۳۸ ۲۸۳۹ ۲۸۴۰ ۲۸۴۱ ۲۸۴۲ ۲۸۴۳ ۲۸۴۴ ۲۸۴۵ ۲۸۴۶ ۲۸۴۷ ۲۸۴۸ ۲۸۴۹ ۲۸۵۰ ۲۸۵۱ ۲۸۵۲ ۲۸۵۳ ۲۸۵۴ ۲۸۵۵ ۲۸۵۶ ۲۸۵۷ ۲۸۵۸ ۲۸۵۹ ۲۸۶۰ ۲۸۶۱ ۲۸۶۲ ۲۸۶۳ ۲۸۶۴ ۲۸۶۵ ۲۸۶۶ ۲۸۶۷ ۲۸۶۸ ۲۸۶۹ ۲۸۷۰ ۲۸۷۱ ۲۸۷۲ ۲۸۷۳ ۲۸۷۴ ۲۸۷۵ ۲۸۷۶ ۲۸۷۷ ۲۸۷۸ ۲۸۷۹ ۲۸۸۰ ۲۸۸۱ ۲۸۸۲ ۲۸۸۳ ۲۸۸۴ ۲۸۸۵ ۲۸۸۶ ۲۸۸۷ ۲۸۸۸ ۲۸۸۹ ۲۸۹۰ ۲۸۹۱ ۲۸۹۲ ۲۸۹۳ ۲۸۹۴ ۲۸۹۵ ۲۸۹۶ ۲۸۹۷ ۲۸۹۸ ۲۸۹۹ ۲۹۰۰ ۲۹۰۱ ۲۹۰۲ ۲۹۰۳ ۲۹۰۴ ۲۹۰۵ ۲۹۰۶ ۲۹۰۷ ۲۹۰۸ ۲۹۰۹ ۲۹۱۰ ۲۹۱۱ ۲۹۱۲ ۲۹۱۳ ۲۹۱۴ ۲۹۱۵ ۲۹۱۶ ۲۹۱۷ ۲۹۱۸ ۲۹۱۹ ۲۹۲۰ ۲۹۲۱ ۲۹۲۲ ۲۹۲۳ ۲۹۲۴ ۲۹۲۵ ۲۹۲۶ ۲۹۲۷ ۲۹۲۸ ۲۹۲۹ ۲۹۳۰ ۲۹۳۱ ۲۹۳۲ ۲۹۳۳ ۲۹۳۴ ۲۹۳۵ ۲۹۳۶ ۲۹۳۷ ۲۹۳۸ ۲۹۳۹ ۲۹۴۰ ۲۹۴۱ ۲۹۴۲ ۲۹۴۳ ۲۹۴۴ ۲۹۴۵ ۲۹۴۶ ۲۹۴۷ ۲۹۴۸ ۲۹۴۹ ۲۹۵۰ ۲۹۵۱ ۲۹۵۲ ۲۹۵۳ ۲۹۵۴ ۲۹۵۵ ۲۹۵۶ ۲۹۵۷ ۲۹۵۸ ۲۹۵۹ ۲۹۶۰ ۲۹۶۱ ۲۹۶۲ ۲۹۶۳ ۲۹۶۴ ۲۹۶۵ ۲۹۶۶ ۲۹۶۷ ۲۹۶۸ ۲۹۶۹ ۲۹۷۰ ۲۹۷۱ ۲۹۷۲ ۲۹۷۳ ۲۹۷۴ ۲۹۷۵ ۲۹۷۶ ۲۹۷۷ ۲۹۷۸ ۲۹۷۹ ۲۹۸۰ ۲۹۸۱ ۲۹۸۲ ۲۹۸۳ ۲۹۸۴ ۲۹۸۵ ۲۹۸۶ ۲۹۸۷ ۲۹۸۸ ۲۹۸۹ ۲۹۹۰ ۲۹۹۱ ۲۹۹۲ ۲۹۹۳ ۲۹۹۴ ۲۹۹۵ ۲۹۹۶ ۲۹۹۷ ۲۹۹۸ ۲۹۹۹ ۳۰۰۰ ۳۰۰۱ ۳۰۰۲ ۳۰۰۳ ۳۰۰۴ ۳۰۰۵ ۳۰۰۶ ۳۰۰۷ ۳۰۰۸ ۳۰۰۹ ۳۰۱۰ ۳۰۱۱ ۳۰۱۲ ۳۰۱۳ ۳۰۱۴ ۳۰۱

الاسانيد بالوصل والامر سال غير موضع واحد وهو اذا جاء واحدكم والامام يختب فليصل ركعتين وليتخير فيما
له منها من ١٢ ص ١١٢ ج ٣ له قواعد المختار من ١٠ ص ١٠٠ من الاموال الخ من ٤ ص ٤٣ الرياض المتقطعة ص ٤٩

فائدہ نکلے۔ یہ مجال الحنت، درجہ ان المذاہق یعنی عیسیٰ علی القواعد المصنوعہ عندہم فیما زعمہ من القواعد (۶) وشاف البخاری اور ہم نے ذلک فائدہ پیش علی اجتہاد و نظیراً فی حضور المقام و شفاۃ الوحید ان رانا القواعد لخبیر الممارس و در قبتہما اعلیٰ من کل لید اختلاف کثیر بینہما یعنی امام دارقطنی کے اعتراضات سب سندی پر ہیں نہ ایک ہی متن پر تنقید ہے اور وہ متن جمعہ کے خطبہ میں نماز پڑھنے کے حکم سے تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں دارقطنی کے اعتراض تو آزاد مصطلح کی بنا پر ہیں۔ اور امام بخاری کا مجتہدانہ انداز ہے۔ وہ اصطلاحات کے ساتھ اور بھی بہت سی ضروری چیزیں سامنے رکھتے ہیں۔

راحم عرض کرتے ہیں کہ حدیث متعلق جمعہ پر اندراک بھی سندی متعلق ہے تفصیل جس کی یہ ہے کہ امام بخاری مشعب بن حد شاعر قال سمعت جابر بن اسمہ سے وہ حدیث لائے ہیں مگر عمرو سے دوسرے شاگرد حدا ابن عبیدہ۔ ابن جریج، البواب اور عاصم بن حذیفہ اس کی روایت کرتے ہیں۔ ان رجلاً دخل المسجد فقال لا اصلیت قال قد فصلت و کھینٹ دئی جبکہ قول روایت کرنے میں متفقہ و منفرد ہے مگر اس کے چار ساتھی تولی کے بجائے اپنے اسناد سے ایک قصہ کا ذکر کرتے ہیں۔ حافظ دارقطنی کا کہنا ہے کہ کثرت کو ترجیح ہونے کی وجہ سے متنبہ کی روایت امام بخاری کے معیار کی نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر امام صاحب کی طرف سے جواب میں فرماتے ہیں کہ روایتیں دو ہیں اور عین مکن ہے کہ دونوں بیان کی ہوں اس پر قرینہ یہ ہے کہ عمرو کے ایک شاگرد روح بن القاسم نے بھی متنبہ کی متابعت کی ہے (لہذا دارقطنی کا اعتراض درست نہیں ہے) فنی قسم کہ اس اعتراض کی ایک مثال یہ بھی ہو سکتی ہے۔

دیکھیے اس اعتراض کی وجہ سے نفس سلب پر کوئی اثر نہیں پڑا (یوں خاص فن رکھ کر تواؤمی جو چاہے بنا سکتا ہے) صرف فنی تحقیق ہی کے دو پہلو ہو گئے عین سے شک کی زیادہ واضح صورت سامنے آگئی خلدہ درہمہ ما اعمتہ علمہم و ما اذقہ لظہم (۱۴) احادیث صحیحین پر تنقید کو لمبا ظرانے کے دو حصوں پر بکھنا چاہیے

(الف) دور تدوین (دوسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری کے اوائل تک)

استقرار سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں صحیحین پر تنقید بحیثیت فن حدیث ہی ہوتی رہی خارجی تاثرات کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوا ایسی تبدیلی تنقید کا اہل حدیث نے ہمیشہ خیر مقدم کیا ہے کیونکہ اس سے فن میں ترقی ہوتی تحقیق نے جلا پائی۔ کئی مسائل منقح ہوئے لیکن حدیث پاک کا اعجاز سے کہ بحث و تحقیق کے بغیر نتیجہ سب علمائے حدیث و سنت ان دونوں مبارک کتابوں کی حیثیت پر متفق ہو گئے قال الذودی الفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ علی ان اصح المکتب لحدیث القرآن العزیز الصحیحان البخاری و مسلم و خلقہما اکامہ بالقبول

(ب) دور تدوین کے بعد سے جو تقریباً وسط پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ ہمارے پر شور و فتن دور تک۔

دور تدوین کے بعد کی تنقید میں دیکھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ عام طور بحیثیت تحقیق فن حدیث نہیں بلکہ — شعوری یا غیر شعوری طور پر — بعض واقعی یا موهومی تاثرات کے تحت ہیں اور وہ بلاد اسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ ہیں۔

ایسے نادین ایک نظریہ طے کرتے یا کسی اعتراض سے متاثر ہوتے ہیں یا کسی فرقے کی تائید ان کو کرنی ہوتی ہے

یا کسی عصری تحقیق سے ان پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی حدیث ان کے طے کردہ طریق سے مستحکم ہوتی نظر آئی ہو گودہ صحیحین کی کیوں نہ ہو تو وہ اس صورت حال سے پریشان ہو کر صحیحین اس حدیث کو باہر تنقید مانتے اور وائنتہ یا دائنتہ خالص فنی قسم کے انتقاد کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے حدیث پاک کی محنت کو جانچنے کے لئے محدثین نے خود اصول طے کر دیئے ہیں مگر ان اصول میں ان لوگوں کو جب گنجائش نہیں ملتی تو ہر فرقہ اور ہر مائتہ اپنے حسب حال ایک معیار

سلا مقدّمین الباری ص ۵۰، ایضاً ص ۳۳، ج ۲، ص ۲۵ صحیح بخاری مع الفتح ص ۶۱، ج ۱، باب جامع فی النظم و متنی متنی اسلہ

تجزیہ کرتا ہے اور پھر اس کی روشنی میں صحیحین کی لفظی حدیثوں کو مطعون ٹھہرانا اپنا مشغلہ بنا لیتا ہے۔ یکتبون الکتاب مدیم
 ثم یقرؤن ہومن عند اللہ! مثلاً علی صوفی کشف والہام کی عینک سے حدیث کو دیکھتے ہیں۔ صحیحین اپنی "عقل"
 کی کسوٹی پر رکھتے ہیں۔ معتزلہ کا معیار صحت اپنا ہے تو شیعہ و خوارج کا اپنا۔ جابحد مقلد بن قیاس اور موافقت امام کو
 معیار صحت گردانتے ہیں یعنی اپنی اپنی وطنی! اپنا اپنا راگ — یہ تو حال تھا پرانے فرقوں کا — اور نئے دور میں علماء
 اور علمی و لکڑگوں ہے۔ مصر، ہندو پاک کے یہ نقاد مغرب کے علمی مستشرقین کی تحقیقات نادرہ پر لٹو ہو گئے۔ سرسید احمد
 علی گڑھی نے "نچر" وراثہ کی اور اس کے مخالف ہر حدیث کے انکار کی ٹھانی۔ پروردگار صاحب "تو این فطرت" کا یہاں گھڑ لیا
 اور ہر حدیث کو اس سے اپنا شروع کر دیا۔ مرزا یوں نے مخالفت قرآن کے یہاں بہت سی صحیح حدیثوں سے گلو خدا صی
 کر لی۔ حالانکہ یہ ایک مفروضہ ہے کہ کوئی صحیحین کی حدیث قرآن حکیم کے مخالف ہو ہی نہیں سکتی۔ لاہور کی ثقافت پارٹی
 نے خلیفہ عبدالحکیم کی قیادت میں "ارتقا" کی آڑ لے کر انکار حدیث کے علاوہ لغو قرآنی کی بھی مرت و تحریف
 شروع کر دی ہے۔ جماعت اسلامی نے مودودی صاحب کی تقلید میں روایت اور مزاج شناسی رسول کی وراثت
 صحیح بخاری کی حدیثوں پر چلا دی ہے۔ بعض لوگ شایعات سانس و تجربا تہلک پر ایمان لاکر بخاری و مسلم کی
 تحقیقات کو مجروح کرتے ہیں غرض

ہر کہ آمد علامات نو ساخت

جب شخص کی طبع نازک پر کوئی حدیث گراں گزری اپنے مزعموہ "سیرج" کے خلاف پاکر اسے مردود قرار دے
 دیتا ہے

یہ ہے ذہنی انتشار اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو صحیحین کی سب ہی حدیثیں مشکوٰۃ کی ٹھہرتی ہیں اور آئندہ حدیث
 و سنت کا اتفاق و اجتماع دھڑے کا دھرا رہ جاتا ہے۔ اس انتشار و اضطراب سے بچانے اور ایک ضابطہ
 کے تحت رکھنے کا صحیح طریق یہ ہے کہ دور تدوین کے بعد تنقید احادیث صحیحین کی نہ اجازت دی جائے نہ اسے
 تسلیم کیا جائے لیسو طویقہ وضعف اہلیقہم کما ہر رای بعض المحققین و اما الامکان
 فقال علی القاری ان الامکان امر عقلی ومنہ امر عادی۔ ولقد قال اللہ تعالیٰ ومن
 یشاقق الرسول من بعد ما تبیین لہ الہدیٰ و یتبع غیر سبیل المرسلین لولہ ما تولى
 ولقد جہنم و ساعت مصیوا (۱۱۵: ۴)

ملہ رقاۃ شرح شکوۃ ص ۴۲ ج ۱